جملہ حقوق محفوظ ہیں

حضرت سیدنا علیؓ المرتضیٰؓ نے فرمایا

هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ غَالٍ وَمُبْغِضٌ قَالٍ

نہج البلاغہ ج ۳ ص ۲۶۴

میرے بارے میں دو قسم کے شخص ہلاک ہو گئے ایک محبت میں غلو و زیادتی کرنے والے دوسرے بغض و نفرت کرنے والے

Anwer Muahvia
انور معاویہ

رسالہ

شانِ حیدرِ کرارؓ

جس میں سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کے فضائل و مناقب مبالغہ اور افراط و تفریط کے بغیر آپکی واقعی و حقیقی شان اہل سنت اور اہل تشیع کی معتبر کتابوں سے بیان کی گئی ہے

مصنفہ

مناظر اعظم اہل سنت علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ

ناشر

شعبہ تالیف و تصنیف مدرسہ عربیہ جامعہ عثمانیہ رجسٹرڈ
تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان

تیسواں ایڈیشن

قیمت -/۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ خلفائہ الراشدین المھدیین وعلیٰ اٰلہٖ واصحبہ الطیبین الطاہرین

اما بعد یہ مختصر رسالہ رضاءِ الٰہی اور مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے لکھا گیا ہے جس میں سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کی ذاتِ بابرکات کے متعلق قرآن مجید اور احادیثِ مقدسہ میں جو آپ کا حقیقی اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ ثابت ہے وہ افراط و تفریط اور کمی بیشی کے بغیر پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ کی شان عجیب و غریب ہے کہ آپ کے متعلق اسلام کا نام لینے والوں کے تین گروہ زیادہ معروف و مشہور ہیں، جو کہ آپ کی شان میں مختلف نظریہ رکھتے ہیں۔

سیدنا علیؓ کے متعلق تین نظریے

(۱) ایک وہ گروہ ہے جو آپ کو آپ کے مقام و مرتبہ سے بڑھا چڑھا کر ایک طرف تو آپ کو خدائی تخت و تاج کا مالک و مختار بنا کر موت و حیات، رزق و معاش، اور بارش و بادل، اولاد و احفاد اور بہشت و دوزخ دینے والا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل و ہمسر، امام معصوم، مفترض الطاعۃ، صاحب معجزات قرار دیتے ہیں اور آپ کو مشکل کشا، حاجت روا، عالم غیب اور جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل و برتر اور ان انبیاء علیہم السلام کے مصائب و مشکلات میں غیبی امداد

فرمانے والا، نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس دوسری طرف آپ کو اتنا بے بس، ناتواں، کمزور اور خائف و مغلوب اور مقہور و مجبور دکھاتے ہیں کہ ان کے سامنے قرآن و سنت اور دین و ایمان اور شریعت اسلام کے احکام بگاڑے بدلے گئے۔ امامت و خلافت، فدک اور اہل بیت کے جملہ حقوق غصب و تلف کیے گئے۔ لوگوں کا مال و متاع، عزت و ناموس عورتوں تک کو ناجائز طور پر چھین لیا گیا۔ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں مساجد میں تراویح میں قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا گناہِ عظیم جاری کر دیا گیا اور دشمنانِ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد و منبر اور روضۂ نبوی علیہ السلام پر قابض ہو گئے اور سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا چوبیس سال تک ان قرآن اور سنت بگاڑنے اور دینِ اسلام کے احکام کو بدلنے اور مٹانے والوں کے وزیر و مشیر اور موافق و ماتحت رہ کر جملہ طاعات و عبادات نمازیں وغیرہ اور شادی نکاح فیصلے فتوے وغیرہ معاملات اور جملہ امور ان ظالموں غاصبوں کے مقررہ طریقوں پر کرتے کراتے رہے اور ان میں سے کسی چیز کو صحیح اسلامی طریقے پر ٹھیک نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے لکھا ہے کہ جب آپ کی اپنی خلافتِ راشدہ کا دور آیا اس وقت بھی ان کفریہ امور اور خلافِ اسلام احکام کو مٹا ہٹا کر صحیح اسلامی احکام اور اصلی و سچا قرآن رائج و نافذ نہ کر سکے۔ العیاذ باللہ۔

دیکھیے اس کے لیے ان روایات کو :-

حضرت علی مثیل حضرت محمدؐ

سیدنا علیؓ کے متعلق مرقوم ہے :-

جری لہ من الفضل مثل ما جری لمحمد (اصول کافی ص۱۱۷)	حضرت علی کے لیے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل تمام فضیلتیں ثابت ہیں۔

حضرت علیؓ مشکل کشاء انبیاء

رسولوں کی ہوئی حاجت روائی   علی نے نوح کی کی ناخدائی
نہ کرتا اگر علی مشکل کشائی   نہ پاتا چاہ سے یوسف رہائی

اسی طرح بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی امداد کرنے کا لکھا ہے۔

جب ابراہیم کی چاہی اہانت   علی نے کی علی نے کی اعانت

آخر میں لکھا ہے :-

علی کا معجزہ اک اک ہے نادر   علی کی ذات ہے ہر شے پہ قادر

تاریخ الائمہ ص۵۲

حضرت علیؓ کے متعلق شیعہ کا نظریہ کہ :-

اپنی خلافت میں بھی اصل اسلامی احکام جاری و نافذ نہ کر سکے

سیدنا علیؓ نے اپنی خلافت میں فرمایا :-

ثم اقبل بوجہہ وحولہ ناس من اھل بیتہ وخاصتہ	حضرت علی لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے ارد گرد اس وقت اپنے اہل بیت

وشیعتہ۔ فقال قد عملت الولاۃ قبلی اعمالا خالفوا فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعمّدین لخلافہ ناقضین لعھدہ مغیرین لسنتہ ولو حملت الناس علی ترکھا وحوّلتھا الی مواضعھا والی ماکانت فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لتفرق عنی جندی وردت فدک الی ورثۃ فاطمۃ علیھا السلام ورددت قضایا من الجور قضی بھا ونزعت نساءً تحت رجال بغیر حق فرددتھن الی ازواجھن وحملت الناس علی حکم القرآن ورددت الوضوء والغسل والصلوٰۃ الی مواقیتھا وشرائعھا ومواضعھا الی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ

اور مخصوص دوست اور شیعہ لوگ تھے پس فرمایا مجھ سے پہلے خلفاء نے ایسے اعمال و احکام جاری کیے ہیں جن میں دیدہ و دانستہ قصداً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی آپ کے عہد و معاہدہ کو توڑ دیا اور آپ کی سنتوں کو بدل ڈالا اگر میں ان کو ٹھیک سنت کے مطابق کر کے لوگوں کو ان پر عمل کرنے کا حکم دوں تو میری جماعت و لشکر مجھ سے جدا ہو جائیں گے اور اگر فدک سیدہ فاطمہؓ کے وارثوں کو لوٹا دوں اور ان ظالمانہ فیصلوں کو رد کر دوں اور جو عورتیں ناجائز طور پر کئی لوگوں کو دی گئی تھیں وہ عورتیں ان کے اپنے خاوندوں کو لوٹا دوں اور لوگوں کو قرآن کے اصلی حکموں پر عمل کرنے کا حکم دوں اور وضو غسل اور نماز عبادات کو صحیح اوقات اصلی احکام و مقامات اور دیگر امور اسلامی کو اللہ تعالٰی کی کتاب اور نبی علیہ السلام کی سنت پر چلاؤں تو اس وقت میری جماعت اور فوج مجھے چھوڑ دے گی۔ (العیاذ باللہ)

علیہ وآلہ السلام اذ التفرقوا

عنی۔ فروع کافی ج۳ کتاب الروضہ

ص ۲۹-۳۰

(۲) دوسرا گروہ وہ ہے جو سیدنا علی المرتضیٰ کی زندگی سے آج تک کہیں کہیں پایا جاتا ہے جو کہ سیدنا علیؓ کی تکفیر و تضلیل کر کے اپنی عاقبت اور ایمان تباہ کرتے ہیں جن کو خوارج کہا جاتا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ اہل حق اہل السنۃ والجماعت کا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد جملہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تک تھے ان کی شان سب سے افضل ہے اور ان میں سے جو ستر ہزار حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں شریک و شامل تھے افضل ہیں اور ان میں سے جو چالیس ہزار غزوہ تبوک ساعۃ العسرۃ (سخت مشکل گھڑی) کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے افضل ہیں اور ان میں سے وہ حضرات جو فتح مکہ سے قبل مال و جان نثار کرنے والے تھے افضل ہیں، ان میں سے وہ چودہ سو صحابہ کرامؓ جو بیعت الرضوان میں شامل تھے افضل ہیں اور ان میں سے وہ صحابہ کرامؓ جو السابقون الاولون من المہاجرین والانصار اہل بدر تین سو تیرہ تھے افضل ہیں اور ان میں سے عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ کرامؓ جن کا نام لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قطعی بہشتی ہونے کی خبر دی تھی افضل ہیں۔ ان عشرہ مبشرہ اور جملہ صحابہؓ میں سے چار خلفاء راشدین المہدیین کا سب سے افضل درجہ و مرتبہ اور اعلیٰ شان و مقام ہے۔ ان خلفاء اربعہ میں سے حضرت علیؓ آخری خلیفہ راشد ہیں کہ جن کی خلافت راشدہ حقہ تھی۔ تو اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک سیدنا علی المرتضیٰؓ ان چار خلفاء راشدین میں شامل و داخل ہیں کہ جن کے برابر کوئی دوسرا صحابی نہیں، مگر اس

اعلیٰ شان اور رفیع مقام کے باوجود یہ عقیدہ بھی قطعی ضروری ہے کہ سیدنا علی رضؓ نہ خدائی کے مالک مختار تھے اور نہ شریکِ خدا تھے اور نہ رسول تھے اور نہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تھے بلکہ دیگر صحابہ کرامؓ واہلِ بیتِ عظام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذی شان امتی اور صحابی تھے اور کُنتُم خَیرَ اُمّۃٍ میں شامل تھے اور جناب صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان ذی النورینؓ کی طرح مومن کامل اور خدا ورسول کی راہ میں تن من دھن وطن ہر چیز قربان کرنے میں پورے پورے وفادار اور جاں نثار تھے۔ مگر خدائی اختیارات موت وحیات رزق اولاد دینے اور دیگر نفع نقصان پہنچانے کے مالک ومختار نہ تھے یہ مشرکانہ عقیدہ ہے کہ کسی نبی ولی امام فرشتہ وغیرہ کے متعلق یہ خیال وگمان رکھنا کہ وہ خدائی اختیار کے مالک ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:-

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ
الْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا
عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ....
وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ
النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ط اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ
اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ پ۳

کسی انسان کے لیے یہ لائق اور صحیح نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب حکم اور نبوت عطا کریں پھر وہ لوگوں کو کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا میرے بندے اور غلام بنو...... اور نہ وہ یہ حکم کریگا کہ فرشتوں اور نبیوں کو رب مانو کیا وہ تم کو مسلمان ہونے کے بعد کفر کا حکم کریگا۔

یعنی کوئی نبی اور فرشتہ وغیرہ لوگوں کا رب و مالک ومختار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی نبی نے اس کی تعلیم دی ہے۔ کیونکہ یہ کفر ہے اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین من الشرک والکفر والفسوق والعصیان۔ آمین۔

حضرت علیؓ نے اپنے بارے میں غلو اور افراط و تفریط کو ہلاکت اور گمراہی فرمایا

حضرت علیؓ نے فرمایا :۔

سیهلك فیّ صنفان محب مفرط یذهب به الحب الی غیر الحق و مبغض مفرط یذهب به البغض الی غیر الحق وخیر الناس فیّ حالا النمط الاوسط فالزموه والزموا السواد الاعظم فان ید الله علی الجماعة وایاکم و الفرقة فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من دعا الی هذا الشعار فاقتلوه ولو کان تحت عمامتی هذه ۔

نہج البلاغہ ج۲ ص ۱۱

عن قریب میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہونگے ایک محبت کرنے والا حد سے بڑھ جانے والا جس کو محبت خلافِ حق کی طرف لے جائے دوسرا بغض رکھنے والا حد سے گھٹانے والا جس کو بغض خلافِ حق کی طرف لے جائے اور سب سے بہتر حال میرے متعلق درمیانی گروہ کا ہے جو نہ زیادہ محبت کرے نہ بغض رکھے پس اس درمیانی حالت کو اپنے لیے ضروری سمجھو اور سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور خبردار جماعت سے علیحدگی نہ اختیار کرنا کیونکہ جو انسان جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ شیطان کے حصہ میں جاتا ہے جیسے کہ گلہ سے الگ ہونے والی بکری بھیڑیے کا حصہ بنتی ہے آگاہ ہو جاؤ جو شخص تم کو جماعت سے

الگ ہونے کی تعلیم دے اس کو قتل کر دینا ، اگرچہ وہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہو۔

حضرت علیؓ نے کس قدر صفائی کے ساتھ محبت میں غلو اور زیادتی کرنے والوں اور کمی کرنے والوں کی تردید فرمائی اور یہ تصریح بھی کر دی کہ جو عقیدہ میرے متعلق سوادِ اعظم یعنی کلمہ گویانِ اسلام میں سب سے بڑی جماعت کا ہے اسی کو اختیار کرو۔ ابتداءِ اسلام سے آج تک سوادِ اعظم اہل سنت کے سوا کوئی فرقہ نہیں رہا۔ حضرت علیؓ کے اس فرمان سے یہ بات نہایت وضاحت سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ کی محبت اس وقت باعثِ نجات ہے جب کہ افراط و تفریط سے بچ کر مسلکِ اہل سنت کے موافق ہو۔ کیونکہ سیدنا علیؓ نے فرمایا محبت میں زیادتی کرنے والا اور بڑھ جانے والا اسی طرح ہلاک ہے جس طرح کہ بغض میں بڑھ جانے والا ہلاک ہے۔

سیدنا علیؓ کا مختصر حال

آپ کا نام مبارک علی ہے اور لقب مرتضیٰ، حیدر، ہے۔ اور کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے،

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین صدیق، فاروق، غنی، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین آپؐ کے جدی رشتہ دار ہیں۔ لیکن ان چاروں میں سے حضرت علیؓ زیادہ قریب ہیں۔ آپ کے والد کا نام عبد مناف اور کنیت ابوطالب ہے جو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے بھائی تھے۔ سیدنا علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔

بچپن سے ہی رسولِ خدا کے ساتھ رہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوشِ محبت میں پرورش پائی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دامادی کا

شرف ان کو بخشا اور آپ کی چھوٹی بیٹی سیدہ حضرت فاطمہ زہرا بتول آپ کے نکاح میں آئیں جن سے آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

سیدنا علی رضہ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے جس طرح کہ عورتوں میں سے سیدہ حضرت خدیجہ رضہ پہلے ایمان لائیں اور غلاموں میں سے حضرت زید رضہ اور آزاد مردوں میں سے پہلے سیدنا حضرت صدیق رضہ ایمان لائے اور ہمیشہ اسلام کے لیے پوری طرح کوشش اور محنت کرتے رہے۔

حضرت سیدنا عثمان رضہ کی شہادت کے بعد ۳۵ھ میں مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ پانچ سال کے قریب تخت خلافت پر متمکن رہ کر ۱۸ رمضان المبارک ۴۰ھ میں عبدالرحمن بن ملجم خارجی کے ہاتھ سے بمقام کوفہ شہادت پائی۔ کوفہ کے قریب بمقام نجف دفن کیے گئے انا للہ۔۔۔۔ ورضی اللہ عنہ۔

سیدنا علی رضہ کی اولاد حسن حسین محسن۔ عباس۔ محمد۔ ابوبکر۔ محمد اوسط۔ عثمان۔ عمر اصغر۔ جعفر۔ صالح۔ عبداللہ۔ عباس اصغر۔ جعفر اصغر۔ عون۔ یحیٰی۔ عبداللہ اصغر۔ شبر۔ اٹھارہ بیٹے تھے۔ اور بیٹیاں زینب۔ ام کلثوم۔ زینب رضیہ۔ رقیہ۔ ام ایمن۔ تقیہ۔ رملہ۔ رملہ صغریٰ۔ ام ہانی۔ حمامۃ۔ ام الکرام۔ امامہ۔ ام سلمہ۔ میمونہ۔ خدیجہ۔ فاطمہ ثانی وغیرہا (تاریخ الائمہ شیعہ کتاب ص ۴۳۔

غور فرمائیے سیدنا علی رضہ کو خلفاء ثلاثہ رضہ سے اتنی محبت تھی کہ اپنے بچوں کا نام ابوبکر عمر عثمان رکھا۔ اگر ان سے محبت و عقیدت نہ ہوتی تو اپنے بچوں کے نام ہرگز اس طرح نہ رکھتے۔ آپ کے فضائل و مناقب میں بہت سی

روایات ہیں۔ مگر ان کے اندر بہت سی روایات روافض کی من گھڑت موضوعات و کذبات بھی موجود ہیں جب ان کی تنقید و تحقیق کی گئی تو بہت ہی کم روایات پایۂ صحت تک پہنچیں۔

آپ نہایت زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے ہر امر میں رسول خداؐ کے اتباع کے حریص تھے۔ آپ کے فضائل میں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی رات ان کو اپنے گھر ٹھیرایا اور مخلوق کی امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد ہوئیں اور خالق کی امانت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی) حضرت صدیقؓ کے سپرد ہوئی۔ پھر حضرت صدیقؓ امانتِ الٰہی کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے اور ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات اور اسلامی خدمات میں مصروف رہے اور غزوہ بدر اور اُحد اور خیبر وغیرہ میں کافی کفار کو جہنم رسید کیا اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

فتح خیبر کی حقیقت

فتح خیبر کے متعلق یہ بات خوب ذہن نشین کر لیجیے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ خیبر پہنچے اور اہل خیبر نے آپؐ کو اور آپ کے لشکر کو دیکھا تو نہایت خوف زدہ ہو کر کہا محمد والخمیس ای الجیش العظیم معہ یعنی محمدؐ بڑا بھاری لشکر لے کر آگئے ہیں۔

وولوا هاربين الى حصونهم فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
الله اكبر خربت خيبر انّا

فوراً بھاگے اور اپنے قلعوں میں پناہ لی
تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے نعرہ اللہ اکبر کے بعد فرمایا

اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین۔	خیبر کی ویرانی ہوئی۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اُترے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بُری ہوئی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں پہنچتے ہی یہ خوش خبری سنا دی کہ اسلام کی فتح ہے اور اہل خیبر یہود تباہ اور ویران ہوں گے۔ یہودِ خیبر کے متعدد قلعے تھے جن کو سر کرنے کے لیے بڑی زبردست جنگ صحابہ کرامؓ نے جاری رکھی کیونکہ یہود کا لشکر دس ہزار تھا اور مسلمان صرف چودہ سو تھے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو یہ خوش خبری سنائی کہ کل صبح خیبر پر فتح ہو گی اور صبح اسلامی لشکر کا جھنڈا اللہ اور رسول کے پیارے اور اللہ و رسول سے محبت رکھنے والے تم مسلمانوں میں سے جس شخص کو دوں گا اللہ تعالیٰ اس کو فتح و کامیابی دیگا اس خوش خبری کو سن کر مسلمانوں کو صبح فتح کا یقین ہو گیا۔ کیونکہ اہل خیبر کی طاقت اور قلعے متزلزل اور کمزور ہو چکے تھے اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی کا صحابہ کرامؓ کو اتنا پختہ یقین تھا کہ صبح آپؐ جس کو بھی جھنڈا عنایت فرمائیں گے ضرور فتح و نصرت ہو گی۔ اس لیے بہت سے صحابہ کرام کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ صبح جھنڈا ہم کو ملے۔ چونکہ حضرت علیؓ بوجہ آنکھوں کی تکلیف اور درد کے شریکِ جہاد نہیں ہو رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا کی جس سے حضرت علیؓ کی آنکھوں میں مدت العمر تک کبھی درد نہ ہوا۔ لعابِ مبارک لگانے کے بعد ان کو جھنڈا دیا اور فتح کی پیشین گوئی اور خوش خبری دے کر روانہ کیا تو اُس روز

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی نصرت سے اسلام کی فتح اور کامیابی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور پیش گوئی پوری ہوئی جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روز خیبر میں قدم رکھتے ہی فرمایا تھا۔ تو خیبر کے متعلق یہ خیال کہ سیدنا علیؓ کے بغیر فتح ناممکن تھی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو فتح کی کوئی امید نہ تھی، یہ بالکل لغو، فضول اور شانِ رسالت کا انکار ہے۔

اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین منھا۔

قرآن مجید میں حضرت علیؓ کی شان

سیدنا علی المرتضیٰؓ قرآن مجید کی اُن بے شمار آیات کا مصداق ہیں کہ جن میں مہاجرین و مجاہدین اوّلین کے محامد و اعلیٰ مراتب بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ۔	اور سب مسلمانوں سے سبقت لینے والے پہلے مہاجرین سے اللہ تعالیٰ راضی ہے،
(۲) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ	اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہوگیا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔
(۳) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ	جو لوگ آپ سے بیعت ہوئے وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہوئے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔
(۴) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ	اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب و مزین کر دیا اور

فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَ کَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ

کفر نافرمانی اور گناہوں کو تمہارے لیے مکروہ و ناپسندیدہ کر دیا۔

وغیرہ وغیرہ۔ یہ بہت سی آیات ہیں جن میں سیدنا علیؓ خلفاء راشدین اور دیگر جلیل الشان صحابہ کرامؓ کی طرح موصوف و ممدوح ہیں۔ وہ لوگ نہایت بدبخت ہیں جو آپ کے متعلق کسی قسم کی گستاخی یا بے ادبی کر کے ان کے کاموں کو غلط کہتے اور لکھتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

حضرت علیؓ کے خلفاء ثلاثہ سے تعلقاتِ محبّت

سیدنا علی المرتضیٰؓ کو جناب صدیق اکبر اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین خلفاء ثلاثہؓ کے ساتھ ہمیشہ اتفاق اور محبت کا سلوک رہا اور تینوں حضرات کی بیعتِ خلافت بطیبِ خاطر منظور فرمائی اور ان کے عہدِ خلافت میں مشیر اور قاضی و مفتی بن کر فیصلے فرماتے رہے۔ چنانچہ شیعہ کی کتابوں میں بھی ثابت ہے۔ حضرت امام محمد باقرؒ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں:۔

ان ابابکر و عمر و عثمان کانوا یرفعون الحدود الی علی بن ابی طالب علیہ السلام

بہ تحقیق حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے حدود کے فیصلے حضرت علیؓ کے سپرد کر رکھے تھے۔

(جعفریات۔ مطبوعہ تہران ص ۱۳۳)

نیز شیعہ کی کتابوں میں ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں حکم دے رکھا تھا:۔

لا یفتین احد فی المسجد	کوئی شخص مسجد میں حضرت علیؓ کی
وعلیؑ حاضر۔	موجودگی میں فتویٰ اور فیصلہ نہ دے۔

(حق الیقین عربی مصنفہ سید اکبر سید عبد اللہ شبر ج ۱ ص ۱۷۴)

نیز کتب شیعہ میں ثابت ہے کہ ایک لوطی کو پکڑ کر حضرت عمرؓ کے دربار میں لائے۔ دربارِ خلافت میں حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ سے اس کی سزا کے متعلق مشورہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو کہا:۔

ما تقول یا ابا الحسن قال	اے ابوالحسن! آپ کیا حکم دیتے ہیں۔
اضرب عنقہ فضرب	سیدنا علیؓ نے فرمایا اس کی گردن اڑا دو
عنقہ قال ادع بحطب	پس حضرت عمرؓ نے اس کی گردن مروا دی
قال فدعا عمر بحطب	حضرت علی نے فرمایا لکڑیاں منگواؤ
فامر بہ امیر المؤمنین	حضرت عمر نے لکڑیاں منگوائیں پس
علیہ السلام فاحرق بہ	حضرت علی نے حکم دیا کہ اس کو جلادو،
استبصار ج۳ ص ۲۱۹	پس وہ جلادیا گیا۔

نیز شیعہ کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ صـ۲۴۶ پر ہے کہ حضرت عمرؓ نے شراب کی حد کے سلسلہ میں حضرت علیؓ سے مشورہ کیا۔ تو شیعہ مذہب کی ان روایات سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت علیؓ خلفاء ثلاثہؓ کے عہدِ خلافت میں ان کے ساتھ ہر قسم کے مشوروں اور فیصلوں میں شامل شریک رہتے تھے غزوہ فارس و روم کے متعلق جب حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی فوجوں کو اللہ تعالیٰ کی فوج قرار دیا، فرمایا کہ ان کا

حافظ و ناصر خود اللہ تعالیٰ ہے۔ نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۴-۲۹

اہل سنت کی کتابوں میں ثابت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانے میں فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو افضل ترین عبادت نماز کا امام بنایا تو جس کو آپؐ نے ہمارے دین کا امام بنایا ہم کیسے ان کو دنیاوی معاملات میں امام نہ سمجھیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں کئی بار اعلان فرمایا جو کہ کتب حدیث میں اسی ۸۰ سندوں سے موجود ہے:۔

خیر الامۃ بعد نبیّھا ابوبکر	نبی کے بعد تمام امت سے بہتر
ثم عمر۔	ابوبکر ہیں پھر عمر۔

حضرت عثمانؓ کو جب باغیوں نے محاصرہ میں لیا تو حضرت علیؓ نے ان کی حمایت اور حفاظت میں بہت کوشش کی اور اپنے دونوں صاحبزادوں حسن و حسینؓ کو ان کے دروازے پر حفاظت کے لیے مامور کیا اور جب وہ شہید ہوئے تو آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور ان کی تعریف میں بہت بلند کلمات ارشاد فرمائے

خلافت بلا فصل کی تردید

اہل سنت اور شیعہ کی ان روایات سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل نہیں تھے۔ اگر ان کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا کوئی حکم ہوتا تو وہ خود اور دیگر صحابہ کرامؓ کسی دوسرے کی خلافت ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہ کرتے شیعوں کے نزدیک توحید و رسالت کی طرح حضرت علیؓ کی خلافت و امامت اصولِ دین میں سے ہے توحید صراحۃً قرآن مجید میں ثابت ہے لا الہ الا اللہ۔ قل ہو اللہ احد۔ رسالت بھی

صراحۃً قرآن مجید میں ثابت ہے محمد رسول اللہ۔ اصولِ دین قرآن مجید کی نصِ قطعی یا صریح حدیثِ متواتر کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتے اور حضرت علیؓ کی امامت و خلافت بلا فصل کے لیے کوئی نص قرآنی یا متواتر حدیثِ صریح آج تک نہ کسی نے پیش کی ہے اور نہ قیامت تک پیش کر سکتا ہے۔ اہل سنت کی کتابوں سے جو روایات حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کے لیے پیش کی جاتی ہیں وہ یا تو من گھڑت اور موضوع ہیں یا نہایت ضعیف و ناقابلِ اعتماد ہیں یا زیادہ سے زیادہ حضرت علیؓ کی مدح و منقبت اور دیانت و امانت پر دلالت کرتی ہیں لیکن کوئی روایت خلافت بلا فصل کے ثبوت کے لیے پیش نہیں کی جا سکتی۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ الخ کا مطلب

شیعہ عموماً اس روایت کے معنی توڑ موڑ کر عوام الناس کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ روایت حسب ذیل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو فرمایا:۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ
مَوْلَاہُ۔ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ
وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔

میں جس کا محبوب اور دوست ہوں
تو یہ علی بھی اس کا محبوب اور دوست ہے،
یا اللہ تو اس شخص کو محبوب رکھ جو اس کو
محبوب رکھے اور تو اس شخص کو دشمن رکھ جو اس کو دشمن رکھے

اس سے پہلے کہ ہم اس روایت کی تحقیق بیان کریں شیعہ مذہب کی کتابوں سے حضرت علی کی خلافت کے متعلق حیرت انگیز و تعجب خیز کہانی ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ احتجاج طبرسی شیعہ ص۴۰ اور طبع قدیم کے ص۳۳ پر مرقوم ہے:۔

جبرئیل علیہ السلام نے حج کے روز عرفات میں آکر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچایا کہ علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹال دیا۔ وہاں سے واپس ہوئے جب مسجد خیف پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام دوسری بار نازل ہوئے اور پھر یہ حکم دیا کہ علی کی خلافت کا اعلان کرو پھر بھی ڈر کی وجہ سے آپ نے اعلان نہ کیا۔ پھر وہاں سے چلتے چلتے کراع غمیم کے مقام پر پہنچے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ تیسری بار جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالےٰ کا وہی حکم لائے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی قوم سے ڈر ہے اللہ تعالیٰ سے میری حفاظت کی کوئی آیت لاؤ تب یہ حکم لوگوں میں پہنچاؤں گا۔

جبرئیل علیہ السلام واپس ہوئے بارگاہِ الٰہی میں سارا ماجرا عرض کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے چلتے غدیر خم پر پہنچے تو چوتھی بار جبرئیل علیہ السلام آئے۔

اتاہ جبرئیل علی خمس ساعات مضت من النہار بالزجر والانتہار۔	اس وقت جب کہ دن کی پانچ گھڑیاں گذر رہی تھیں جبرئیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور سخت زجر و توبیخ سے کہا:۔

اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ علی کی خلافت کا اعلان کر دو میں تمھیں لوگوں سے محفوظ رکھوں گا۔ اگر تم نے اب بھی علی کی خلافت کا اعلان نہ کیا تو تم نے رسالت کا فریضہ ادا نہ کیا۔ تو پھر اس زجر و توبیخ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح اور صاف اعلانِ خلافت بلافصل کے بجائے من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ الخ کے الفاظ سے اعلان فرمایا جو کہ خلافتِ مطلقہ کا

معنی بھی نہیں دے سکتے چہ جائیکہ خلافت بلا فصل پر دلالت کریں۔ شیعوں نے جناب علیؓ کی خلافت بلا فصل کے لیے تو یہ کہانی گھڑ لی، لیکن بے چاروں کو یہ خیال نہ رہا کہ اس کہانی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا زد پڑے گی ؟

خدا سے کس کو جائز اس طرح رد و بدل ہوگا
تمہی انصاف سے کہہ دو یہ عقدہ کیسے حل ہوگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے بہادروں سے زیادہ دلاور و بہادر تھے اور جو مکہ وطائف، اُحد و احزاب میں کسی سے خوف زدہ نہ ہوئے ان کے بارے میں یہ کہانی بہتان اور خلافِ قرآن ہے۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ	اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کا اعلان کر چکے ہوتے تو حضرت علیؓ حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کیوں کرتے۔

(احتجاج طبرسی شیعہ ص ۵۶)

اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے ان کو خلیفہ بننے کے لیے عرض کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

دعونی والتمسوا غیری	مجھے چھوڑو کسی اور کو بنا لو۔

اور اخیر میں فرمایا:۔

وان ترکتمونی فانا کاحدکم و لعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم و انا لکم وزیراً خیر لکم منی امیراً نہج البلاغہ ج۱ ص ۱۸۲	اگر تم مجھ کو چھوڑ دو تو میں باقی مسلمانوں کی طرح رہوں گا اور جس کو تم امیر بناؤ گے میں تم سے زیادہ اس کی اطاعت و فرماں برداری کروں گا۔ اور میرا وزیر ہونا میرے امیر و خلیفہ ہونے سے تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔

تو غور کیجیے اگر حضرت علی رض کی خلافت بلا فصل منصوص من اللہ ہوتی تو وہ کس طرح کہتے کہ کسی اور کو خلیفہ بنا لو میں اس کی فرماں برداری تم سے زیادہ کروں گا جو چیز توحید و رسالت کی طرح اصولِ دین میں سے ہو اس کے خلاف حضرت علی المرتضیٰ رض جیسے کامل الایمان کیسے کہہ سکتے تھے۔

نیز سیدنا علی رض نے مہاجرین و انصار کے اجتماع اور شوریٰ سے منتخب شدہ امام کو امام برحق اور رضائے الٰہی کے موافق بیان فرمایا۔

انما الشوریٰ للمهاجرین و الانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماماً کان ذلک للہ رضا۔ نہج البلاغہ ج۳ ص ۸	سوا اس کے نہیں کہ مشورہ خلافت کا حق مہاجرین و انصار کو ہے پس اگر مہاجرین و انصار کسی شخص پر متفق ہو جائیں اور اس کو امامت کے لیے نامزد کریں تو وہ خدا کا پسندیدہ امام ہو گا۔

اگر بالفرض خلافتِ حضرت علی رض منصوص من اللہ ہوتی تو سیدنا علی رض اس کے خلاف یہ کیسے فرماتے کہ مہاجرین و انصار کا منتخب شدہ امام اللہ تعالیٰ کا

پسندیدہ امام ہوگا بلکہ آپ تو یوں فرماتے نصِ خلافت کے بعد دوسرے کو امام بنانا کفر ہے۔

ان مذکورہ امور کے بعد اب اس روایت کے معنی میں غور کیجیے۔

لفظِ مولیٰ کے بہت سے معانی ہیں جو کہ المنجد میں مذکور ہیں۔ مالک۔ سیّد۔ عبد۔ مُعتِق۔ مُعتَق۔ مُنعِم۔ مُنعَم علیہ۔ محب۔ صاحب۔ حلیف۔ جار۔ نزیل۔ شریک۔ ابن العم۔ ابن الاخت۔ صہر۔ قریب مطلق۔ ولی۔ تابع۔ تو ان معانی سے ظاہر ہے کہ مولیٰ کا کوئی معنی خلیفہ بلافصل نہیں ہے، اور خود روایت کے الفاظ میں غور کرو کہ مولیٰ کے معنی خلیفہ بلافصل ہو تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہونے کے کیا معنی ہیں ؟۔

قرآن مجید میں جو آیا ہے فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور جبریل اور صالح المؤمنین مولیٰ ہیں۔ تو کیا اس کا یہی مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اور جبریل اور صالح المؤمنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل ہیں جیسے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مولیٰ کہا اسی طرح مشکوٰۃ شریف کے ص ۲۹۳ پر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو فرمایا انت اخونا ومولانا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔ تو کیا حضرت زیدؓ بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل تھے ؟۔

شیعہ حضرات جو اپنے مولوی صاحبان کو فلاں مولانا، فلاں مولانا کہا کرتے ہیں تو کیا وہ بھی خلیفہ بلافصل ہوتے ہیں ؟۔

ان مذکورہ بالا متعدد معانی میں سے اس روایت کے معنی خود اس روایت کے آخری الفاظ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ متعین کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے معنی ہر شخص کے نزدیک یہی ہیں کہ یا اللہ تو اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے: اور دشمن رکھ اس شخص کو جو علی کو دشمن رکھے۔ یہ الفاظ بیّن اور واضح قرینہ ہیں کہ اس روایت میں مولیٰ کے معنی دوست اور محب کے ہیں۔ جس کی بنا پر روایت کے معنی یہ ہیں کہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔ اس فرمان میں اُس شخص کو تنبیہ مقصود تھی جس کی حضرت علیؓ سے کچھ رنجش ہو گئی تھی، اس رنجش کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جنگل کے غدیر (تالاب) پر علم ہوا جس کا وہیں یہ فیصلہ فرمایا۔ ورنہ اگر خلافت بلافصل کا اعلان مقصود ہوتا تو عرفات کے میدان میں جہاں تمام لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے وہاں اعلان فرماتے۔ عقل مند اور دیانت دار باشعور منصف مزاج حضرات غور فرمائیں اگر سیدنا علیؓ کی خلافت بلافصل کا مسئلہ اصولِ دین میں توحید و رسالت کی طرح تھا تو اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کا اعلان و بیان نہ قرآن مجید میں نہ صریح حدیث متواتر میں اور نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ بیت اللہ میں نہ مسجدِ نبوی میں اور نہ عرفات و منیٰ و مزدلفہ میں جہاں تمام مسلمان ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے، بلکہ ایسا ضروری اور اہم اعلان غدیر خم جنگل کے تالاب پر اور وہ بھی گول مول الفاظ میں جن کے معنی خلافت بلافصل قطعاً نہیں ہو سکتے بلکہ اس روایت میں

کوئی ادنیٰ سا اشارہ بھی خلافت بلافصل کا نہیں کیونکہ اس میں تو دوامی حکم ہے کسی خاص وقت کے متعلق حضورؐ کی زندگی یا آپؐ کی رحلت کے بعد صحابہؓ کی زندگی تک کا حکم نہیں بلکہ حضورؐ کی تمام امت تاقیامت یہ حکم ہے کہ جس شخص کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ ہیں اس کے لیے حضرت علیؓ بھی مولیٰ ہیں۔ تو یہ دوامی حکم محبت اور دوستی کا تو صحیح ہو سکتا ہے، لیکن خلافت بلافصل کا صحیح نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا علیؓ خلفاء ثلاثہؓ کے بعد چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔

جنگِ جمل، صفین، نہروان کے بانی مبانی سیدنا عثمانؓ کے قاتل بلوائی تھے

حضرت علیؓ تقریباً پانچ سال تک مسندِ خلافت پر متمکن رہے۔ آپ کو اپنی خلافت میں تین لڑائیاں درپیش آئیں۔ جنگِ جمل، جنگِ صفین اور جنگِ نہروان۔ جنگِ نہروان میں خوارج سے لڑائی ہوئی جو کہ سیدنا علیؓ کی اپنی فوج میں سے نکل کر آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ کے حق میں بہت کچھ گستاخی اور بدگوئی کرتے تھے۔

جنگِ جمل

لوگوں نے اس لڑائی کے واقعہ میں بہت سی بے جا اور غیر ثابت باتیں بیان کی ہیں۔ اصل واقعہ اس طرح ہے کہ جس وقت حضرت عثمانؓ مدینہ طیبہ میں شہید ہوئے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ حج کو گئی ہوئی تھیں۔ حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ دونوں حضرات

مدینہ طیبہ میں بلوائیوں باغیوں کی ناشائستہ ظالمانہ حرکات دیکھ کر ام المومنین کی خدمت میں مکہ مکرمہ پہنچے سارا واقعہ ان سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے اور اس وقت مدینہ میں فتنہ برپا ہے آپ ام المومنین ہیں ایسی تدبیر کریں کہ یہ فتنہ فساد کسی طرح رفع دفع ہو جائے۔ ابھی تک قاتلان عثمان سے قصاص نہیں لیا گیا جس کی وجہ سے بلوائیوں باغیوں کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ ام المومنین طیبہ طاہرہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے جھگڑے میں پڑنے سے تامل فرمایا۔ بالآخر مسلمانوں کی اصلاح و خیر خواہی کے پیش نظر یہ مشورہ طے پایا کہ جب تک بلوائیوں کا زور نہ توڑا جائے مدینہ منورہ جانا مناسب نہیں۔ اور کسی تدبیر سے حضرت علیؓ کو ان مفسدوں کے گروہ سے علیحدہ کر کے آپس میں اتحاد و اتفاق کر کے حضرت عثمانؓ کا قصاص لیا جائے اور ان مفسد باغیوں کی سرکوبی کی جائے۔ چنانچہ اس مشورہ کے مطابق بصرہ کی طرف روانگی ہوئی۔ بلوائیوں نے اس کی خبر پا کر حضرت علیؓ کے سامنے بہت رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا اور کہا کہ یہ لوگ آپ کو خلافت سے معزول کرنے کے درپے ہیں۔ بہرحال ان حضرات کا اصل حال حضرت علیؓ تک نہ پہنچنے دیا۔ حضرت علیؓ بھی بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرات حسنینؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ اس فوج کشی کے خلاف تھے۔ جب حضرت علیؓ کی فوج بصرہ کے قریب پہنچی تو آپ نے حضرت قعقاعؓ صحابی کو قاصد بنا کر حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت قعقاعؓ نے پہلے حضرت ام المومنینؓ سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے صاف فرما دیا۔

کہ میرا مقصود صرف اصلاح ہے کسی طرح یہ فتنہ فساد دور ہو اور امن قائم ہوجائے۔ پھر حضرت قعقاعؓ نے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے ملاقات کی ان دونوں نے فرمایا حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لیے بغیر امن نہیں ہوسکتا۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا کہ یہ مقصود اس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا کہ سب مسلمان متفق ہوجائیں، لہذا آپ لوگوں کو چاہیے کہ حضرت علیؓ سے مل جائیں اور باہم متفق ہوکر اس کی تدبیر کریں۔ یہ رائے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے پسند کی۔ اور حضرت قعقاعؓ صلح کی خوش خبری لے کر حضرت علیؓ کے پاس گئے وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کی ملاقات کا وقت مقرر ہوا کہ جس میں بلوائیوں کا کوئی آدمی شریک نہ ہوگا۔ بلوائیوں کو یہ امر سخت ناگوار گزرا۔ عبداللہ بن سبا یہودی جو بلوائیوں میں تھا اس کے اشارہ پر رات کو حضرت ام المومنینؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی جماعت پر حملہ کرکے یہ مشہور کیا کہ اس فریق نے بدعہدی کی ہے جس کے بعد دونوں فریق میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ دوسرے فریق نے بدعہدی کی ہے۔ حالانکہ یہ سارا فتنہ باغیوں نے کیا تھا۔ کسی فریق کا کوئی قصور اور بددیانتی نہ تھی، بڑی جنگ برپا ہوئی حتیٰ کہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ بھی اسی جنگ میں شہید ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضرت طلحہؓ تو میدانِ جنگ میں شہید ہوئے۔ مگر حضرت زبیرؓ جنگ سے کنارہ کش ہوکر جارہے تھے کہ راستہ میں ان کو ابن جرموز نے شہید کردیا اور شہید کرکے باامیدِ انعام حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ مگر حضرت علیؓ نے اس کو جہنم کی

بشارت دی۔ ابن جرموز نے کہا آپ نے خوب انعام دیا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کیا کروں مجھ سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

یا علی بشر قاتل ابن صفیۃ بالنار	اے علی میری پھوپھی صفیہ کے بیٹے زبیر کو جو شخص قتل کرے تم اس کو دوزخ کی بشارت سنانا۔

(حضرت زبیرؓ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے) یہ سن کر ابن جرموز نے خودکشی کر لی۔ حضرت علیؓ نے بلند آواز سے تکبیر پڑھی اور کہا کہ دیکھو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ کتنا سچ ہوا۔ اور جنگ کے بعد حضرت علیؓ کا گزر حضرت طلحہؓ کی لاش مبارک پر ہوا تو آپ ان کو دیکھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ابو محمد (طلحہ) اس حالت میں پڑے ہیں۔ کاش میں آج سے بیس برس پہلے مر گیا ہوتا۔ اور حضرت طلحہؓ کے اس ہاتھ کو لے کر بار بار چومتے تھے کہ جس ہاتھ سے حضرت طلحہؓ جنگ احد میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی تھی اور ان کا وہ ہاتھ تیروں کی بارش سے ڈھال کا کام دے کر شل ہو گیا تھا۔

جنگِ صفین

حضرت علیؓ کی جماعت کو حضرت معاویہؓ کی جماعت سے یہ لڑائی پیش آئی۔ اس لڑائی کی بنیاد یہ تھی کہ حضرت معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے قصاص طلب کرتے تھے جو کہ حضرت علیؓ کی فوج میں گھسے ہوئے تھے۔ اور حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ بلوائیوں کی قوت زیادہ ہے ابھی ان سے قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ اسی بات میں

اس قدر طول ہوا کہ بلوائیوں اور باغیوں کی سازش و شرارت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی کی نوبت آگئی۔ اس لڑائی میں نہ حضرت علیؓ نے اپنے مقابل والوں کی تکفیر و تفسیق کی نہ حضرت معاویہؓ نے۔ یہ بالکل بہتان و افترا ہے اور کذب حق نما ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ پر لعنت کا حکم دیا تھا، خود سیدنا علیؓ سے مروی ہے:۔

(۱) جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام کان یقول لاھل حربہ انا لم نقاتلھم علی التکفیر لھم ولم نقاتلھم علی التکفیر لنا ولکنا راینا انا علی حق وراوا انھم علی حق

قرب الاسناد شیعہ

ص ۴۵

امام محمد باقر سے روایت ہے، کہ حضرت علیؓ نے اپنے محاربین (اہل جمل و صفین) کے متعلق فرمایا کہ ہم نے ان کو کافر سمجھ کر ان سے لڑائی نہیں کی اور نہ وہ ہم کو کافر سمجھتے تھے لیکن ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

(۲) جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام لم یکن ینسب احدا من اھل حربہ الی الشرک ولا الی النفاق ولکن یقول ھم اخواننا بغوا علینا (قرب الاسناد شیعہ ص۴۵)

حضرت علی علیہ السلام اپنے محاربین میں سے کسی ایک کو بھی نہ مشرک کہتے تھے نہ منافق لیکن فرماتے تھے وہ ہمارے بھائی ہیں ہمارے خلاف بغاوت کی۔

(۳) من کتاب لہ علیہ السلام کتبہ الی اھل الامصار یقص فیہ ماجری بینہ وبین اھل صفین۔ وکان بدء امرنا انا التقینا والقوم

جناب امیر المومنین کے فرمان سے ہے جس کو آپ نے تمام شہروں میں روانہ فرمایا۔ اس فرمان میں جناب امیرؓ ان واقعات کو بیان فرماتے ہیں جو ان کے اور اہل صفین کے درمیان واقع ہوئے اور ابتداء یہ ہوئی کہ ہم میں اور اہل

من اهل الشام و الظاهر ان ربنا واحد و نبینا واحد و دعوتنا فی الاسلام واحدة ولا نستزیدهم فی الایمان بالله والتصدیق برسوله ولا یستزیدوننا الامر واحد الا ما اختلفنا فیه من دم عثمان و نحن منه براء۔

نہج البلاغہ ج۳ ص ۱۲۵

شام میں جنگ ہوئی اور ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا رب ایک اور ہمارا اور ان کا نبی ایک اور ہماری اور ان کی دعوت اسلام میں ایک ہے، نہ ہم ایمان باللہ اور تصدیق بالرسول میں ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ پس دین کا معاملہ ہمارا اور ان کا ایک ہے صرف خونِ عثمان کے معاملہ میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہو گیا حالانکہ میں اس سے پاک صاف ہوں۔

منصف مزاج دیانت دار حق طلب حضرات غور فرمائیں کہ شیعہ کتابوں میں خود سیدنا علیؓ سے کس قدر صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ جنگِ جمل و صفین والوں میں سے بوجہ ان لڑائیوں کے نہ کوئی کافر ہے نہ منافق بلکہ غلط فہمی کی وجہ سے لڑائی کی نوبت آئی۔ ہر ایک فریق اپنے کو حق پر سمجھ کر دوسرے فریق کی اصلاح چاہتا تھا۔

مقدمہ ابن خلدون میں ہے کہ اس پر بھی سب کا اتفاق تھا کہ چونکہ فریقین صاحب اجتہاد تھے اس لیے ہر دو فریق گناہ و گرفت سے پاک و بری تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا کہ جنگِ جمل و صفین کے مقتولین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ ناجی ہیں یا قابلِ گرفت۔ آپ نے جواب دیا کہ قسم بخدا ان لڑائیوں میں جو بھی مرا وہ جنتی ہے بشرطیکہ اس کا دل پاک ہو۔ گویا آپ فریقین کے مقتولین کے بارے میں حکم لگا رہے تھے۔ طبری و دیگر مورخین نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ بہر حال یہ وہ بزرگ ہیں جن کی عدالت

ہر شک و شبہ اور طعن و تشنیع سے مبرا و پاک ہے۔ یہی وہ حضرات ہیں جن کے اقوال و افعال شریعت میں سند ہیں اور اہل السنۃ والجماعۃ کا ان کی عدالت پر فیصلہ ہے۔ مقدمہ ابن خلدون۔ ص ۲۴۲

قال علی رضی اللہ عنہ قتلای وقتلی معاویۃ	سیدنا علیؓ نے فرمایا میری طرف والے مقتول اور
فی الجنۃ۔ سیر اعلام النبلاء۔ للذہبی۔ ج ۳	حضرت معاویہؓ کی طرف والے مقتول بہشت
ص ۹۵ تذکرہ حضرت امیر معاویہؓ	میں ہوں گے۔

حضرت علیؓ نے جنگِ جمل کے بعد سیدہ طیبہ طاہرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق فرمایا

ولہا بعد حرمتہا الاولیٰ	ان کے لیے جنگِ جمل کے بعد بھی وہی
نہج البلاغہ ج ۲۔ ص ۶۳	پہلی عزت و عظمت ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ نے اتفاق کیا ہے کہ جو اختلاف درمیانِ صحابہؓ واقع ہوا ہے اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا واجب ہے، اور ان کو برا کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ ان کی صفات جمیلہ و اخلاقِ حمیدہ کا بیان کرنا لازم ہے۔ (غنیۃ الطالبین۔ اردو ترجمہ ص ۱۳۵)

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی خدمت میں لکھا:۔

اما شرفك فی الاسلام وقرابتك	آپ کی جو بزرگی اسلام میں ہے اور
من النبی فلست ادفعہ	آپ کی جو قرابت نبی علیہ السلام سے ہے
شرح نہج البلاغہ ص ۱۲۰ درہ نجفیہ	میں اس کا منکر نہیں ہوں۔

اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا علیؓ کی شان حضرت معاویہؓ سے بہت بلند و بالا ہے۔ سیدنا علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں اختلاف کے دوران ایک عیسائی بادشاہ کے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی افواہ پہنچی تو حضرت معاویہؓ نے فوراً اس عیسائی بادشاہ کو خط لکھا کہ اے رومی کتے!

تو ہماری آپس کی لڑائی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جس وقت تو مدینہ کی طرف رخ کریگا تو خدا کی قسم علیؓ کے لشکر سے جو پہلا سپاہی تیری سرکوبی کے لیے نکلے گا وہ معاویہؓ بن ابی سفیان ہوگا۔ اس خط کے جانے سے عیسائی کی ہمت پست ہوگئی۔ طبری۔

حضرت معاویہؓ نے ضرار بن ضمرہ کو کہا کہ حضرت علیؓ کی صفات اور خوبیاں بیان کرو تو اس نے بہت سی خوبیاں حضرت علیؓ کی بیان کیں۔ حضرت معاویہؓ سننے کے بعد رونے لگے۔

رحم اللہ ابا الحسن کان	حضرت علیؓ کی صفات سننے کے بعد حضرت معاویہؓ
واللہ کذلک	رو پڑے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ابو الحسن پر رحم فرمائیں قسم
شرح نہج البلاغۃ درہ نجفیہ ص۳۰	بخدا وہ انہی صفات کے مالک تھے۔
فبکی معاویۃ حتی اخضلت	حضرت معاویہؓ اتنا روئے کہ آپ کی
لحیتہ درہ نجفیہ ص ۳۶۰	ڈاڑھی تر ہوگئی۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے منقول ہے جو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفا میں نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو! معاویہ کی حکومت کو برا نہ سمجھو۔ خدا کی قسم جب وہ نہ رہیں گے تو دنیا میں سخت بد امنی پھیلے گی۔ سیدنا علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسن حسینؓ نے جناب معاویہؓ سے پوری مصالحت کرکے مجمع عام میں بیعت کی چنانچہ شیعہ کتاب میں ثابت ہے۔

فقال یا حسن قم فبایع	پھر حضرت معاویہؓ نے کہا اے حسن بیعت
فقام فبایع۔ ثم قال للحسین	کرو تو آپ نے اٹھ کر بیعت کر لی۔ پھر
علیہ السلام قم فبایع فقام	حضرت حسینؓ کو کہا تو انہوں نے اٹھ کر

حضرت معاویہ سے بیعت کر لی۔   رجال کشی۔ ص ۷۲   فبایع۔

بہرحال ان جنگوں کے بعد بھی سیدنا علیؓ اور حضرات حسنینؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ ام المؤمنین اور حضرت معاویہؓ ایک دوسرے کو پہلے کی طرح صحیح مؤمن سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کے حق میں اچھے کلمات کہتے تھے۔ کوئی کسی کو کافر منافق اور مجرم نہ سمجھتا تھا۔ جس طرح کہ قرآن میں بھی ثابت ہے۔

اور اگر مؤمنین کے دو گروہوں میں جنگ و   وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
قتال ہو تو ان میں اصلاح کرو۔   اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا   پ۲۶

یہ آیت صراحۃً دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کے دو گروہ باہم جنگ اور لڑائی کرنے کے باوجود پھر بھی مؤمن رہتے ہیں اور ان کی اصلاح اور باہمی مصالحت کی کوشش دین و ایمان کا تقاضا و منشا ہے کسی کو کافر نہ سمجھنا چاہیے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پیر محبوب سبحانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے:۔

"اور جو حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے جنگ کی وہ جنگ اس لیے کی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتل مانگتے تھے اور قاتل حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے پس ہر شخص نے بقدرِ ہمت خود اچھی تاویل کی ہے اور بعد وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ترکِ خلافت حضرت حسنؓ کے حضرت معاویہؓ کی خلافت برحق اور درست تھی"۔ غنیۃ الطالبین۔ ص ۱۳۳

نیز انہوں نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق خداوند تعالیٰ نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے لیے میرے یاروں کو پسند فرمایا اور ان کو میرا مددگار بنایا اور بعض کو ان میں میرا

رشتہ پیدا کیا۔ آخر زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہوگی جو ان کا رتبہ کم کرے گی۔ پس تم خبردار رہو کہ ان کے ساتھ تم کھانے میں شامل مت ہو۔ اور آگاہ ہو جاؤ ان کے ساتھ مناکحت مت کرو اور خبردار ہو جاؤ ان کے ساتھ نماز مت پڑھو۔ ان کے جنازے کی بھی نماز مت پڑھو کیونکہ ان پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ غنیہ اردو ترجمہ۔ ص ۱۳۵

اسی طرح ازالۃ الخفا ج ۱۔ ص ۳۷۰ پر بھی اس روایت کا مضمون موجود ہے۔

حضرت امام ابوزرعہؒ نے فرمایا:۔

اذا رایت الرجل ینتقص	جب تو کبھی کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ
احدا من اصحاب رسول اللہ	نبی علیہ السلام کے کسی ایک صحابی کی
صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ	تنقیص اور عیب جوئی کرتا ہے تو یقین
زندیق۔	کرلے کہ یہ شخص بے دین ہے۔

امام ابوزرعہ سنہ ۲۶۴ھ میں فوت ہوئے جو خیر القرون کا زمانہ تھا۔ اصابہ۔ ج ۱ ص ۱۸۔

تو وہ لوگ جو سیدنا علیؓ کی محبت میں غلو اور زیادتی کرکے صحابہ کرامؓ کے حق میں بدظنی یا بدگوئی کرتے ہیں اپنی عاقبت کی فکر کریں اور صحابہ کرامؓ کے حق میں بدگوئی کرکے بے دینی کا شکار نہ ہوں بلکہ توبہ و استغفار کرکے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی و خوش کرکے اپنی عاقبت سنوار لیں۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

وصلی اللہ علی النبی وآلہ وصحبہ وسلم